شاہ ولی اللہ کی فتح الرحمن کا ایک نادر قلمی نسخہ

احمد خان

شاہ ولی اللہ دھلوی کی دینی خدمات خصوصاً اسلام کو منقح شکل میں پیش کرنے کی سعی و کوشش سے ہر شخص واقف ہے۔ آپ کی سوانح حیات اور کارناموں سے متعلق کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ آپ کے خیالات، نظریات اور تعلیمات پر متعدد علماء نے روشنی ڈالی ہے۔ موجودہ تحریر میں ان کی ایک کتاب جو فتح الرحمن فی ترجمۃالقرآن ہے، کے ایک نادر قلمی نسخے کا تعارف پیش کرنا مقصود ہے۔ اس نسخے پر روایت کی اجازت خود شاہ ولی اللہ کی تحریر کردہ ہے۔ ان کی یہ تالیف ان کے سامنے پڑھی گئی اور اور پڑھنے والے کو شاہ صاحب نے باقاعدہ روایت کی اجازت دی۔

شاہ ولی اللہ کی تمام تالیفات چھپ چکی ھیں۔ ان کی حیات ھی میں ان کی تالیفات کو مقبولیت حاصل ھو چکی تھی۔ ان تالیفات میں ترجمۂ قرآن کی ایک ممتاز حیثیت ہے، کیونکہ شاہ صاحب ھی وہ پہلی شخصیت ھیں جنھوں نے اھل ھند کو قرآن کے ترجمے سے روشناس کرایا۔ یہ ترجمہ ۱۱۵۱ھ میں مکمل ھوا اور ۱۱۵۶ھ سے اس کی تدریس کا باقاعدہ سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ اس ترجمے کے ساتھ جو تشریحی نوٹ ھیں وہ بہت ھی اھم ھیں جن کے بارے میں مولانا عبیداللہ سندھی نے یوں تحریر فرمایا ہے:

> ”آپ نے ترجمہ کے ساتھ مختصر طور پر جو تشریحی فوائد لکھے ھیں ان کی اھمیت میں یورپ میں جا کر سمجھ سکا ھوں“۔

قرآن کے ترجمے کے بارے میں مولانا سندھی فرماتے ہیں :

''قرآن عظیم کا مذکورہ ترجمہ میرے نزدیک ایک ہندوستانی کے لئے تمام تفاسیر سے بہتر کتاب ہے'' (۱) ۔

طالبان علم کسب فیض کے لئے دور دراز کے علاقوں سے چل کر شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ۔ طریقہ یہ تھا کہ طلبہ اپنے قلم سے خود لکھ کر یا کسی کاتب سے لکھوا کر کتابیں شاہ صاحب کے پاس لے جاتے اور ان کے سامنے اس کا کچھ حصہ یا پوری کتاب پڑھتے ۔ شاہ صاحب غلط مقامات کی تصحیح فرما دیتے، کوئی نکتہ ذہن میں آتا تو دوران تعلیم وہ بھی فرما دیتے ۔ ایسے نکتے طالب‌علم اپنی کتاب کے حاشیہ پر افادات کی شکل میں لکھ لیتے تھے ۔ خود اپنی جن تالیفات کی روایت مقصود ہوتی شاہ صاحب ان کو نہایت اہتمام سے سنتے، ان کے ایک ایک لفظ کو درست کراتے اور ان کے مشتملات کے ضمن میں اگر کوئی بات اس وقت ذہن میں آتی تو اضافہ فرما دیتے تھے ۔ چنانچہ ہر مصنف کی طرح ان کی بھی یہی کوشش ہوتی تھی کہ ان کی ہر کتاب کامل ترین صورت میں عوام کے سامنے آئے ۔ شاہ صاحب نے اپنی اس تالیف کو بھی عمر کے آخری سالوں میں مکمل ترین صورت میں تحریر کرانے کی سعی کی ہے ۔

شاہ صاحب کے شاگردوں کی تعداد شمار سے باہر ہے ۔ پورے عالم اسلام کے اس وقت کے علماء نے آپ سے استفادہ کیا ہے ۔ آپ کے شاگردوں میں بعض تو خود جید قسم کے عالم ہو گزرے ہیں ۔ ایک صاحب نور شاہ نامی اکتساب علم کے لئے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں ۔ انہوں نے غالباً دوسری کتابوں کے علاوہ فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن بھی ان سے پڑھا ہے ۔ قاعدے کے مطابق شاہ صاحب نے اس نسخے سے کچھ حصہ سنا اور پھر پوری کتاب

مولانا عبیداللہ سندھی : الفرقان (شاہ ولی اللہ نمبر) ۔ ص ۲۶۳ ۔

کی روایت کی انھیں اجازت دیدی۔ یہ اجازت نور شاہ صاحب کے مملوکہ نسخہ پر بھی تحریر کردی ہے۔ فتح الرحمن کا یہ نسخہ مختلف ھاتھوں سے گزرتا ہوا حال ھی میں ادارہ تحقیقات اسلامی کے کتب خانے میں پہنچا ہے۔

اس نسخے کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ شاہ ولی‌اللہ صاحب نے خود اس کو سنا ہے دوسری خصوصیت یہ ہے کہ نورشاہ صاحب نے ان نکات کو بھی کتاب کے حاشیہ پر درج کر دیا ہے جو دوران سماعت شاہ صاحب نے فرمائے۔ فتح الرحمن مطبوع میرٹھ ۱۲۸۵ھ سے میں نے اس نسخے کا مقابلہ کرکے دیکھا ہے کئی نکات میں اضافہ ہے اور کئی نکات تو بالکل نئے اور خاصے طویل ھیں۔ بدیں وجہ یہ نسخہ بہت زیادہ قدر و قیمت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ یہ تحریر شاہ ولی‌اللہ کی زندگی کے آخری حصہ کی ہے اس لئے بھی زیادہ اهمیت رکھتی ہے۔

اس نسخے میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ نورشاہ صاحب نے جو توضیحات حاشیے پر لکھی ھیں ان کو کسی صاحب نے سلسلہ وار یکجا کرکے بطور ضمیمہ آخر میں لگا دیا ہے۔ ان کو ایک جگہ جمع کرنے کا ایک خاص مقصد تھا جسے ابتداء میں جامع نے یوں واضح کیا ہے:

> باید دانست کہ در ھامش مسودہ این ترجمہ حواشی چند نوشتہ بودند۔ بعض مبین توجیہ کہ ترجمہ مبنی بر آنست و شاھد وجہ از وجوہ تفسیر کہ در ترجمہ اختیار کردہ شد و بعض تنبیہ بر تفردات و ترجیحات حقیر و بحسب اتفاق بعضے آن حواشی بزبان عربی بود و بعضے بزبان فارسی۔ چون این ترجمہ مبیض گشت بخاطر مستحسن نمود کہ آن حواشی را کہ در ذیل این نسخہ بہمان عبارت کہ درست نوشتہ شود تا ناظر در ترجمہ آن فوائد رانیز دریابد۔

اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ ان حواشی کو اس نسخے کی ذیل بنانے میں کئی فوائد پیش نظر تھے۔ بعض کا تعلق شاہ ولی اللہ کے خیالاتِ یا تفسیری

نکات سے ہے اور بعض متفرق امور پر تنبیہ کا درجہ رکھتے ہیں - ان میں سے بعض عربی زبان میں ہیں اور بعض فارسی میں۔ ان سب کو یکجا اس لئے کر دیا گیا تا کہ، ترجمہ دیکھنے والے ان فوائد کو بھی ایک نظر میں دیکھ سکیں۔

اٹھارہ صفحات پر مشتمل یہ نکات نور شاہ صاحب کے ہاتھ کی تحریر نظر نہیں آتے کیونکہ حاشیے پر لکھی ہوئی ان کی تحریر سے یہ تحریر ذرا مختلف ہے - یہ بھی ممکن ہے کہ انہی کے ہوں، حاشیہ پر جلدی کی وجہ سے شکستہ حالت میں لکھے گئے ہوں بعد میں ٹھہر ٹھہر کر نقل کیا ہوگا اس لئے خط میں فرق ہو گیا - یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے کسی اور شخص سے لکھوا کر شامل کر دیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نسخہ نور شاہ صاحب سے جب کسی اور شخص کے پاس منتقل ہوا ہو تو اس نے خود لکھ کر یا کسی سے لکھوا کر یہاں لگا دیا ہو - بہر حال جس کسی نے ایسا کیا ہے اس نے ترجمے کے ساتھ شاہ صاحب کی توضیحات کو محفوظ کر دیا ہے۔

یہ نسخہ بہت عمدہ لکھا ہوا ہے۔ اس کے کاتب عظمت‌اللہ بن حافظ لطف‌اللہ ہیں - کاتب نے اس نسخے کی تحریر سے فراغت کی تاریخ اور وقت کو یوں تحریر کیا ہے :

> قد وقع الفراغ من ترجمة القرآن المجید تصنیف حقائق و معارف آگاہ میاں شاہ ولی‌اللہ فی وقت نصف‌النہار یوم الثلثاء فی سبعة عشر من رمضان‌المبارک سنة الف و مائة و اثنا و سبعین من ھجرة‌النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید الفقیر الراجی الی رحمة اللہ عظمت اللہ بن حافظ لطف اللہ غفراللہ لہ و لوالدیہ ۔

یعنی یہ نسخہ شاہ ولی اللہ کی وفات (۱۱۷۶ھ) سے تقریبا چار سال قبل لکھا گیا ہے - ممکن ہے نور شاہ صاحب نے اسی سال یا اس کے کچھ عرصہ بعد یہ نسخہ شاہ صلحب سے پڑھا ہو۔

اس نسخہ میں فی صفحہ اٹھارہ یا انیس سطریں ہیں ۔ اس میں قرآنی آیات پر شاہ ولی‌اللہ کے فرمان کے مطابق سرخ روشنائی سے لکیریں لگائی گئی ہیں ۔ متن میں پہلے آیات درج ہیں ۔ ان کے بعد ان کا ترجمہ اور مختصر تشریح بزبان فارسی تحریر ہے ۔ حواشی کے نکات میں کہیں کہیں عربی زبان بھی استعمال کی گئی ہے ۔ خیال رہے کہ مطبوعہ کتاب میں آیات کے نیچے ان کا فارسی ترجمہ ہے اور نکات کو الگ حاشیے میں درج کیا گیا ہے ۔

اس نسخے کے اصل مالک اور شاہ ولی اللہ کے شاگرد نورشاہ کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہ ہوسکی ۔ معروف تذکروں میں ان کے بارے میں کچھ نہیں ملتا ۔

شاہ صاحب نے اپنی یا دوسروں کی کتابوں پر جو اجازت تحریر کی ہے ان کے الفاظ ایک دوسرے سے مختلف ہیں ۔ صحیح بخاری پر، جس کا نسخہ خدا بخش لائبریری (پٹنہ) میں محفوظ ہے(۲)، جو کلمات تحریر کئے ہیں ان کی نسبت فتح الرحمن کے اس نسخے کے الفاظ بہت مختصر ہیں ۔ اس نسخے کے الفاظ یہ ہیں :

> بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمدللہ وحدہ اما بعد فقد سمع علی طرفا من ھذا الکتاب المسمی بفتح الرحمن فی ترجمۃالقرآن صاحب ھذہ النسخۃ السید نورشاہ و أجزت لہ روایۃ سائرہ، و أنا الفقیر مؤلف الکتاب احمد المدعو بولی‌اللہ کان‌اللہ لہ فی الأولی و الأخری و الحمدللہ ۔

اس اجازت نامے میں کوئی تاریخ درج نہیں جس سے معلوم ہوسکے کہ نورشاہ صاحب نے کب یہ ترجمہ پڑھا تاہم یہ طے ہے کہ نسخے کی تحریر (۱۱۷۲ھ) کے بعد یہ اجازت حاصل کی گئی ہے ۔ اس کے صحیح سال و ماہ کا پتہ اس صورت میں لگ سکتا ہے جب کوئی صاحب نورشاہ صاحب کی سوانح پر،

---

(۲) مسعود عالم ندوی : الفرقان (شاہ ولی اللہ نمبر) ص ۲۳۷.

روشنی ڈالیں اور شاہ صاحب سے ان کی ملاقات کے وقت اور سال کی تعیین بھی فرمائیں ۔

یہ نسخہ بہت اچھی حالت میں ہے ۔ اس پر غیر واضح ایک بیضوی سہر بھی ہے جس میں ایک لفظ خادم بالکل صاف پڑھا جاتا ہے ۔ اس مہر میں سن بھی درج ہے مگر اس میں سینکڑے کا ہندسہ صاف نہیں البتہ ایک ہزار اور ٦٧ ٹھیک پڑھا جاتا ہے ۔